تابعین کرامؒ کا مقام ومرتبہ اوران کی علمی وادبی خدمات

The Esteemed Stature Of Honorable Taba'een And Their Scholrly And Literary Accomlishments

الطاف حسن (اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ خلیفہ بن زین کالج، ڈی ایچ اے، کراچی)

صفیہ آفتاب (اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ کراچی)

فرح ناز آخوند میمن (شعبہ اسلامی علوم، گورنمنٹ پریمیر کالج، کراچی)

ABSTRACT

After the Prophets of Allah Almighty, the most sacred class of mankind is the class of Prophet Muhammad's Companions. Those are the people who had seen the prophet of Islam with their naked eyes, remained in his companionship and got the heights of knowledge and actions and proved to be a great example of character by attaining the image of Prophet Muhammad's model of excellence. Another class which, like the companions of Prophet (pbuh), deserves such honor is the class of Tabe'en (The followers of the Companions). Tabe'en had contributed a matchless role in the history of Islam regarding religious knowledge and literature. They had also examplary performed in social, economical, political and military services. Due to these great services they are considered the most sacred class of the Ummah after the prophet'companions. There is a list of academic and literary services ahead of the name of each person in this class. And these services are the great testimony to the greatness of these people. The prophet's companions received the religious knowledge directly from the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), while Tabe'en got it from the companions and then published it in the whole world .The sincere efforts performed by Tabe'en regarding Quran, Hadith, Tafseer and Islamic litrature are of so high level that no one had reached such level of sincerity in the entire history of Islam. The steps that occur after that period, regarding the development of Islamic culture are only the effects of their services. Actually ''Tabe'en'' is the only class that has spread the social, moral and spritual blessings of Islam throughout the world. That is why, it is not only the Quran that witnesses their greatness but the Prophet (peace be upon him) also praises them.

Keywords: Tabaeen Kiram, Students of Companion of the Holy Prophet, Successors, Contributions of Tabieen.

تابعی کی تعریف

تابعی کی تعریف کے حوالے سے متعدد آراء ہیں۔ صاحب ''منہل الراوی'' تابعی کی تعریف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

التابعی من صحب صحابیاً و قیل من رأہ و ھوالا ظھر۔[1]

''تابعی وہ ہے جس نے کسی صحابیؓ کی صحبت اختیار کی ہو اور بعض لوگوں نے یہ تعریف بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جس نے کسی صحابیؓ کو

دیکھا ہو اور یہ تعریف زیادہ لائقِ اعتماد ہے۔"

خطیب بغدادیؒ تابعی کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

ہومن صحب صحابیاً۔[۲] "تابعی وہ ہے جس نے صحابہ کرامؓ میں سے کسی کی صحبت اختیار کی ہو۔"

جمہور علماء حدیث کے نزدیک تابعی وہ ہے جس نے محض حالتِ اسلام میں صحابی کو دیکھا اور اسی پر موت واقع ہوئی ہو۔

طبقاتِ تابعین

ویسے تو تابعین صحابہ کرامؓ کے بعد اُمت کا مقدس ترین طبقہ ہیں لیکن باہم ان کے درجات ان کی خدماتِ دینیہ کے تفاوت کے باعث متفاوت ہیں۔ تمام تابعین علمی و ادبی خدمات میں یکساں نہ تھے بلکہ تمام تابعین موقع و محل کے مطابق مختلف خدماتِ دینیہ کے ساتھ وابستہ تھے۔ کسی کو موقع زیادہ ملا، کسی کو کم، کوئی علمِ تفسیر میں آگے نکل گیا تو کوئی علمِ حدیث میں اور کوئی علمِ فقہ میں۔ غرض اپنی طبع اور اپنے میلان کے مطابق رخ اختیار کرتے رہے۔ اسی تفاوت کی وجہ سے محدثین کرام نے صحابہ کرامؓ کی طرح انہیں بھی مختلف طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

امام مسلمؒ نے تین طبقات اور ابن سعدؒ نے چار طبقات بتائے ہیں۔ امام حاکمؒ فرماتے ہیں: تابعین کے پندرہ طبقات ہیں۔ امام مسلمؒ نے طبقات کی تقسیم صحابہؓ اور تابعین کے رواۃ حدیث کے درجات، اکابر، متوسط اور اصاغر کے لحاظ سے کی ہے۔ اس لحاظ سے تین طبقات درج ذیل ہیں:

۱۔ اکابر تابعین، عموماً اکابر صحابہؓ سے روایت کرنے والے۔

۲۔ متوسطین تابعین، صحابہ اور تابعین دونوں سے روایت کرنے والے۔

۳۔ اصاغر تابعین، اصاغر صحابہؓ سے روایت کرنے والے۔[۳]

امام حاکمؒ نے صحابہ کرامؓ کے طبقات اور فضائل کے پیشِ نظر ان سے ملاقات اور استفادہ کرنے والوں کے درج ذیل طبقات قائم کیے ہیں:

- ❖ طبقہ اولیٰ کے تابعین وہ ہیں جن کا لحوق و لزوق عشرۃ مبشرہ کے ساتھ رہا ہے۔ ایک گروہ ان تابعین کو بھی صحابہؓ میں شمار کرتا ہے۔ ان میں سعید بن مسیب، قیس بن ابی حازم، ابو عثمان النہدی، قیس بن عباد، ابو ساسان حضین بن المنذر، ابو وائل شفیق بن سلمہ اور ابو رجاء عطاروی وغیرہ ہیں۔
- ❖ طبقہ ثانیہ کے تابعین میں اسود بن یزید، علقمہ بن قیس و مسروق بن اجدع، ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید ہیں۔
- ❖ طبقہ ثالثہ کے تابعین میں عامر بن شراحیل شعبی، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، شریح بن حارث اور ان کے اقران ہیں۔
- ❖ تابعین کے پندرہ طبقے ہیں۔ آخری طبقے کے افراد یہ ہیں: بصرے میں جنہوں نے انس بن مالکؓ سے لقا حاصل کی۔ کوفے میں

جو عبد اللہ بن ابی اوفی سے ملے، مدینے میں جو سائب بن یزیدؓ سے ملاقی ہوئے۔ مصر میں جنہیں عبد اللہ بن حارث بن جز سے شرف لقاء حاصل ہوا اور شام میں جو ابو امامہ باہلی سے ملے۔ (۴)

طبقہ محضرمین

تابعین کا ایک طبقہ محضرمین بھی ہے۔ امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

المخضرمون من التابعين هم الذين أدركوا الجاهلية و حياة رسول الله ﷺ و ليست لهم البغوى فهم أبورجاء العطاردى و أبو وائل الأسدى و سويد بن غفلة و أبو عثمان النهدى و غيرهم من التابعين۔ (۵)

"تابعین کا ایک طبقہ وہ بھی ہے جنہوں نے اسلام سے قبل جاہلیت کا زمانہ پایا اور جب اسلام کا اعلان ہوا تب بھی وہ موجود تھے یعنی حیاتِ نبوی ﷺ کو انہوں نے پایا لیکن صحبتِ نبوی ﷺ اور شرفِ دید سے مشرف نہ ہو سکے۔ لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے صحابہ کرامؓ کی زیارت کی۔ چنانچہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں محدثین کرام اصطلاحاً محضرمین کہتے ہیں۔ مثلاً: ابو رجاء عطاردی، ابو وائل اسدی، سوید بن عفلۃ اور ابو عثمان نہدی وغیرہ۔"

معرفۃ علوم الحدیث کے مصنف لکھتے ہیں: محضرمین کے بعد تابعین کا ایک اور طبقہ بھی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حضور ﷺ کے زمانے میں پیدا تو ہوئے لیکن حضور ﷺ سے کچھ سننے کا موقع نہیں ملا۔ ان میں یہ لوگ ہیں: یوسف بن عبد اللہ بن سلام، محمد بن ابی بکر صدیق، بشیر بن ابی مسعود انصاری، امامہ بن سہل بن حنیف، عبد اللہ بن عام بن کریز، سعید بن سعد بن عبادہ، ولید بن عبادہ بن صامت، عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ، عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر، ابو عبد اللہ بن صنابجی، عمرو بن سلمہ جرمی، عبید بن عمیر، سلیمان بن ربیعہ اور علقمہ بن قیس۔

ایک وہ طبقہ بھی ہے جو تابعین میں شمار تو ہوتا ہے لیکن کسی صحابی سے اس کا سماع ثابت نہیں۔ ان میں ابراہیم بن سوید نخعی ہیں (جو ابراہیم بن یزید نخعی فقیہہ کے علاوہ ہیں) ان کی روئت علقمہ اور اسود سے تو صحیح ہے لیکن انہوں نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا۔ نیز بکیر بن ابی سمیط بھی انہیں میں ہیں۔ ان کی کوئی روایت انس سے ثابت نہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان سے قتادہ ساقط ہو گئے ہیں۔ ان میں بکیر بن عبد اللہ بن اشج بھی ہیں۔ ان کا سماع عبد اللہ بن حارث بن جزء سے ثابت نہیں۔ ان کی روایات تابعین سے ہیں۔ ان میں ثابت بن عجلان انصاری بھی ہیں جن کا ابن عباس سے سماع صحیح نہیں بلکہ عطاء اور سعید بن جبیر کے واسطوں سے ہے۔ انہی میں سعید بن عبد الرحمان رقاشی اور ان کے بھائی واصل ابو حمزہ ہیں۔ ان دونوں میں کسی کا انسؓ سے سماع ثابت نہیں۔

ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اگرچہ صحابہ سے ملا ہے مگر عام لوگوں کے نزدیک اس کا شمار تبع تابعین میں سے مثلاً: ابو الزناد اور عبد اللہ بن ذکوان جن کو عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک اور ابو امامہ بن سہل کی لقا حاصل ہے۔ یا ہشام بن عروہ جو عبد اللہ بن عمر اور جابر بن عبد اللہ کے پاس لائے گئے تھے۔ یا موسیٰ بن عقبہ جنہوں نے انس بن مالک اور ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص کو دیکھا ہے۔ (۶)

افضل ترین تابعی

ویسے تو تمام تابعین کرام ان انعامات کے مستحق ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کے لئے بیان کیے ہیں مگر ان میں سے کچھ ایسے تابعین بھی ہیں جو اپنی خدمات دینیہ کی وجہ سے زیادہ ممتاز ہیں۔ علماء کرام نے ان تابعین کے اسماء گرامی کی نشاندہی فرمائی ہے اور انہیں اکابر تابعین شمار کیا ہے۔ تدریب الراوی میں ہے:

"اکابر تابعین سات فقہاء ہیں: ابن المسیب، قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر، خارجہ بن زید، ابو سلمہ بن عبدالرحمان، عبید اللہ بن عتبہ اور سلیمان بن یسار۔ عبداللہ بن مبارک نے سالم بن عبداللہ کو ابو سلمہ کی جگہ شمار کیا ہے۔ اور ابو الزناد نے ان دونوں کی جگہ پر ایک اور تابعی ابو بکر بن عبدالرحمان کو اکابر تابعین میں شمار کیا ہے۔"(۷)

یحییٰ بن سعید قطانؒ نے ان فقہاء مدینہ کی تعداد بارہ بتائی ہے۔(۸) ان سات یا بارہ فقہاء تابعین میں سے کون سا تابعی افضل ترین تابعی ہے، اس بارے میں بھی محدثین کرامؒ کی مختلف آراء ہیں جو ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں:

❖ ابو عبداللہ محمد بن خفیف شیرازی فرماتے ہیں: اہل مدینہ کے نزدیک افضل ترین تابعی سعید ابن المسیب ہیں۔ اہلِ کوفہ کے نزدیک اویس قرنی اور اہلِ بصرہ کے نزدیک حسن بصری افضل ترین تابعی ہیں۔ ابن الصلاح نے اہلِ بصرہ کے قول کو مستحسن قرار دیا ہے۔

❖ علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں: صحیح اور درست بات وہ ہے جس کی طرف اہلِ کوفہ گئے ہیں اور اس پر دلیل حضرت عمرؓ کی وہ حدیث ہے جسے امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے افضل تابعی وہ آدمی ہے جس کا نام اویس ہے۔ علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس اختلاف کا بہترین حل ہے۔ اور رہی یہ بات کہ امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر محدثین نے حضرت سعید بن المسیب کو افضل ترین تابعی قرار دیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت اویس قرنیؒ کی فضیلت والی حدیث ان حضرات تک نہ پہنچی ہو۔ ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انہوں نے سعید ابن المسیب کو از روئے علم افضل قرار دیا ہو نہ کہ از روئے خیر۔

❖ علامہ بلقینیؒ فرماتے ہیں: زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ زہد و تقویٰ کے لحاظ سے حضرت اویس قرنیؒ افضل ہیں اور خبر و روایت کے لحاظ سے سعید ابن المسیب۔(۹)

❖ ابن ابی داؤد فرماتے ہیں: تابعیات میں افضل ترین تابعیہ حفصہ بنت سیرین اور عمرہ بنت عبدالرحمان ہیں۔(۱۰)

زمانہ تابعین کی ابتداء

زمانہ تابعین کی ابتداء کا درست تعین کرنا ایک انتہائی مشکل کام ہے کیونکہ بعض تابعین کی پیدائش قبل از اسلام زمانہ جاہلیت میں ہوئی تھی۔ بعض آپؐ کی حیاتِ طیبہ کے ابتدائی دنوں میں پیدا ہوئے۔ اور بعض کی پیدائش آپؐ کی وفات کے زمانے میں ہوئی۔ مگر زیارتِ رسول ﷺ کا شرف حاصل نہیں ہوا، چنانچہ صحابیت کا درجہ حاصل نہ ہو سکا۔ ایسے تمام افراد تابعین میں سے ہیں۔ اب اگر ان

افراد کی پیدائش کا لحاظ رکھتے ہوئے زمانہ تابعین کی ابتداء کا تعین کیا جائے تو تابعین کا زمانہ آپؐ کے زمانے اور صحابہ کرامؓ کے زمانے سے یا تو پہلے شروع ہو جاتا ہے یا تابعین کا زمانہ ان دونوں زمانوں کے ہم عصر ہو جاتا ہے اور یہ بات اہلِ علم کے ہاں یقیناً ناقابل تسلیم ہے۔ علاوہ ازیں ایسی کوئی مضبوط تاریخی روایت بھی نہیں جس میں اس زمانے کی ابتداء کی کوئی واضح صورت نظر آتی ہو جبکہ صحابہ کرامؓ کے زمانے کی ابتداء کی صورت بالکل واضح ہے کیونکہ ان کا زمانہ اسی وقت شروع ہو گیا تھا جب فردِ اول نے اسلام قبول کیا تھا۔

زمانہ تابعین کی انتہاء

جس طرح زمانہ تابعین کی ابتداء کی تعیین مشکل ہے اسی طرح انتہاء معلوم کرنا بھی آسان نہیں ہے جبکہ صحابہ کرامؓ کے زمانے کی انتہاء تقریباً بالکل واضح ہے۔ کیونکہ بعض صحابہؓ کی روایات ایسی موجود ہیں جن میں ان کے آخری صحابی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپؐ کی ایک حدیث بھی ہے جس سے زمانہ صحابہؓ کی انتہاء معلوم کرنے میں مدد ملتی ہے، البتہ تابعین کے زمانے کے حوالے سے ایک تاریخی روایت ایسی ملتی ہے کہ اگر وہ علماء محدثین کے ہاں درست تسلیم ہو تو زمانہ تابعین کی انتہاء یقیناً معلوم ہو سکتی ہے۔ وہ روایت خلف بن خلیفہ کے حوالے سے ہے۔ یہ شخصیت علماء حدیث کے ہاں مختلف فیہ ہے۔ بعض محدثین نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے اور بعض محدثین نے تبع تابعین میں شمار کیا ہے۔ صاحب تہذیب الکمال خلف بن خلیفہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

كان بالكوفه ثم انتقل الى واسط فسكنها مدة ثم تحول الى بغداد فاقام بها الى حين و فاته۔ راى عمرو بن حريث صاحب النبى ﷺ و هو غلام صغير ابن ست سنين۔[11]

"خلف بن خلیفہ پہلے کوفہ میں تھے پھر واسط منتقل ہو گئے اور وہاں ایک عرصہ تک مقیم رہے، پھر بغداد چلے آئے اور تادم حیات وہیں مقیم رہے۔ انہوں نے عمرو بن حریثؓ صحابی رسول ﷺ کو دیکھا جبکہ وہ چھ سال کے بچے تھے۔"

تہذیب الکمال کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلف بن خلیفہ تابعی ہیں کیونکہ صحابیؓ کی زیارت حاصل ہے اور زیارت صحابی تابعی ہونے کے لئے کافی ہے۔ ان کی وفات کے بارے میں ابن سعد فرماتے ہیں:

كان ثقة مات ببغداد سنة احدىٰ و ثمانين و مأة و هو ابن تسعين سنة اونحوها۔[12]

"خلف بن خلیفہ ثقہ تھے اور انہوں نے ۱۸۱ھ میں بغداد میں وفات پائی جبکہ وہ تقریباً نوے سال کی عمر کے تھے۔"

شاید اسی روایت کی بنیاد پر علامہ سخاویؒ صاحب فتح المغیث خلف بن خلیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں: خلف بن خلیفہ آخری تابعی ہیں اور ان کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی۔[13] اس روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خلف بن خلیفہ تابعی ہیں اور آخری تابعی ہیں۔ اور ان کے رخصت ہونے پر دنیا ان مقدس افراد کے وجودِ مسعود سے محروم ہو گئی۔ اس طرح ۱۸۱ھ زمانہ تابعین کی انتہاء ہے۔

تابعین کی فضیلت و منقبت

صحابہ کرامؓ کے بعد اُمت میں جو مقام و مرتبہ تابعین کو حاصل ہے وہ کسی اور فردِ اُمت کو حاصل نہیں۔ کیونکہ تابعین وہ خوش

قسمت افراد ہیں جنہیں زیارتِ نبوی ﷺ تو حاصل نہیں مگر صحابہ کرامؓ کی زیارت کا ضرور موقع ملا ہے اور یہ وہ سعادت ہے جو تابعین کے علاوہ اُمت کے کسی اور فرد کو حاصل نہیں ہے۔ان حضرات کی فضیلت و منقبت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان حضرات نے صحابہ کرامؓ کی آغوش میں تربیت حاصل کی، ان سے علوم و فیوض کا اکتساب کیا۔ان کے اخلاصِ نیت اور حسنِ عمل کی بدولت انہیں بھی صحابہ کرامؓ کی طرح دربارِ خداوندی سے شرافت و عزت کا اعزاز حاصل ہوا۔ اگر صحابہ کرامؓ معیارِ حق ہیں تو اس معیار پر اترنے والی پہلی جماعت تابعین کی جماعت ہے۔

صحابہ کرامؓ نے علومِ نبوت کی اشاعت کے لئے قدم بڑھائے تو انہوں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ غلبہ اسلام کی کوششوں میں ان کے شانہ بشانہ رہے اور ایک عظیم الشان تاریخ رقم کی۔ چار دانگ عالم میں اسلامی علوم اور اسلامی تہذیب و تمدن کے فروغ میں انہی دو طبقوں نے جو خدمات سر انجام دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید جہاں صحابہ کرامؓ کی تحسین کرتا ہے وہاں انہیں بھی اس کا حصہ دار بناتا ہے۔

تابعین کی فضیلت قرآن کی روشنی میں

ویسے تو تابعین کی فضیلت کے حوالے سے قرآن مجید میں متعدد آیات وارد ہوئی ہیں، یہاں پر صرف دو آیات بطورِ مثال درج ذیل ہیں: سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ میں سے جہاں مہاجرین و انصار کا مقام و مرتبہ بیان کیا، ان سے راضی ہوئے اور ان کے لئے اعلانِ جنت کیا، وہیں تابعین کرام کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیا چنانچہ یہ تابعین کرام کی بہت بڑی شان ہے۔ ارشاد فرمایا گیا:

والسابقون الاولون من المهاجرين و الانصار والذين اتبعوهم باحسان۔ رضى الله عنهم و رضوا عنه و اعدلهم جنات تجرى تحتها الانهٰر۔ خالدين فيها ابداً۔ ذٰلک الفوز العظيم۔[۱۴]

”مہاجرین و انصار میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے اور وہ لوگ جو نیکی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں مہاجرین و انصار کے ساتھ تابعین کے لئے بھی رضا و جنت کا اعلان کیا ہے جو کہ طبقہ تابعین کی فضیلت کی بہت بڑی شہادت ہے۔ اسی طرح سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو جہاں بعثتِ نبوی ﷺ کا مخاطب قرار دیا ہے وہیں تابعین کو بھی اس میں شامل فرمایا ہے۔ چنانچہ بعثتِ نبوی ﷺ کے اثرات، قرآن کی تلاوت، تزکیۂ قلوب و اذہان اور کتاب و حکمت کی تعلیم وغیرہ اصالۃً صحابہ کرامؓ پر پڑے اور تبعاً تابعین کرامؒ پر پڑے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هو الذى بعث فى الاميين رسولاً منهم يتلوا عليهم اٰيٰته و يزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمة، و ان كانوا من قبل لفى ضلٰل مبين۔ و اٰخرين منهم لما يلحقوا بهم و هوالعزيز الحكيم۔[۱۵]

”وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیجا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و

حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس سے پہلے وہ واضح گمراہی میں تھے اور ان میں سے دوسرے بھی ہیں جو ابھی تک ان سے نہیں ملے۔ وہ زبردست حکمت والا ہے۔"

چنانچہ یہ آیت بھی تابعین کرامؒ کے حوالے سے عظمت کی واضح شہادت ہے۔

تابعین کرام کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

جس طرح قرآن مجید میں فضیلت تابعین کے واضح نقوش ملتے ہیں اسی طرح احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی تابعین کی منقبت کے حوالے سے متعدد آثار ملتے ہیں۔ چنانچہ تابعین کی فضیلت کے حوالے سے چند احادیث و آثار درج ذیل ہیں:

ا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

خیر امتی القرن الذی بعثت فیہ، ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم، ثم یخلف قوم یحبون السمانہ، یشھدون قبل ان یستشھدوا۔ (۱۶)

"میری اُمت میں بہترین زمانہ وہ ہے جس میں میں مبعوث ہوا۔ پھر اس کے بعد (صحابہ) کا، پھر اس کے بعد (تابعین) کا، پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو تکبر پسند ہو گی اور گواہی طلب کیے جانے سے قبل گواہی دے گی۔"

اس حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے صحابہؓ کے بعد تابعین کے زمانے کو بہترین قرار دیا ہے اور اسے متصف بالخیر بتایا ہے۔

۲۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا تمس النار مسلما رأنی او رای من رانی۔ (۱۷)

"جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے اصحاب کو دیکھا تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔"

اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تابعین کے لئے بھی نجات من النار کا مژدہ سنایا ہے۔

۳۔ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے:

اللھم اغفر للصحابہ و لمن رای و لمن رای۔ (۱۸) "اے اللہ! میرے اصحاب کی مغفرت فرما اور ان کی بھی جنہوں نے انہیں دیکھا۔"

اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے اپنے اصحابؓ کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی ہے اور ان کے بعد آنے والے تابعین کرام کی بھی مغفرت کی دعا فرمائی ہے۔ جن کی مغفرت کیلئے اللہ کے رسول ﷺ دستِ مبارک بلند کریں ان کی شانِ عظمت کے کیا کہنے۔

امام حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں تابعین کے فضائل کے بیان میں ایک باب قائم کیا ہے اور اس کے تحت تابعین کے فضائل کے حوالے سے متعدد احادیث روایت فرمائی ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۴۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں:

قالت الانصار ثم یا رسول اللہ ان لکل نبی اتباعا و انا قد اتبعناک فادع اللہ ان یجعل اتباعنا منا فدعالھم ان یجعل اتباعھم منھم۔ (۱۹)

''ایک مرتبہ انصار نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہر نبی کے پیروکار ہیں اور ہم نے آپ کا اتباع کیا ہے۔(یعنی ہم آپؐ کے پیروکار ہیں)آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے اتباع کو ہم میں سے (یعنی ہم جیسا) بنائے۔چنانچہ آپؐ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کے اتباع(یعنی تابعین) کو ان میں سے (ان جیسا) بنائے۔اس حدیث میں بھی تابعین کے لئے آنحضرت ﷺ کا دعا فرمانا مذکور ہے۔''

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ ثم ان اناساً من امتی یاتون بعدی یود احدھم لو اشتری رؤیتی باھلہ ومالہ۔[۲۰]

''رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میری اُمت میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو تمنا کریں گے کہ کاش وہ اپنے خاندان اور مال کے بدلے میں میری زیارت حاصل کر سکتے۔''

اس حدیث سے تابعین کا شوقِ زیارتِ رسول ﷺ واضح ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں اپنے اہل و مال کے مقابلے میں اللہ کے رسول ﷺ کی کس قدر قدر و قیمت ہے۔

طبقہ تابعین کے سر خیل حضرت اویس قرنیؒ ہیں۔آپؒ اگرچہ عہدِ رسالت ﷺ میں موجود تھے،ملاقات نہ ہونے کے باوجود آپؐ نے نہ صرف ان کی فضیلت بیان فرمائی بلکہ انہیں ''خیر التابعین''قرار دیا۔آپؐ نے حضرت عمرؓ سے ان کا غائبانہ تعارف کرایا اور ان سے ان کی ملاقات کی پیشین گوئی بھی فرمائی۔امام مسلمؒ نے حضرت اویس قرنیؒ کی فضیلت کے حوالے سے ایک باب باندھا ہے اور احادیث نبویہ ﷺ روایت فرمائی ہیں۔

۶۔ صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ کی روایت ہے:

انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ثم ان خیر التابعین رجل یقال لہ اویس و لہ والدۃ وکان بہ بیاض فمروہ فلیستغفرلکم۔[۲۱]

''میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے افضل تابعی وہ شخص ہے جس کا نام اویسؒ ہے۔اس کی ماں بھی ہے،اس کے جسم پر برص کے نشانات ہیں۔اس سے درخواست کرو کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے۔''

اس کے بعد حضرت عمرؓ حضرت اویسؒ کی تلاش میں رہے۔آخر کار حضرت عمرؓ کی حضرت اویسؒ سے ملاقات ہو گئی۔جب یمن سے فوجی امداد آئی اور ان میں حضرت اویسؒ بھی موجود تھے۔آپؒ نے حضرت عمرؓ کے لئے ان کے کہنے پر دعائے مغفرت فرمائی۔ بعض احادیث میں آنحضور ﷺ نے تابعین کے متعلق بشارت دی ہے کہ وہ دینی خدمات سرانجام دیں گے۔اس کے لئے خواہ انہیں مشقت ہی اٹھانا پڑے۔

۷۔ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو کان الدین ثم الثریا لذھب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس۔[۲۲]

''اگر دین آسمانوں میں ثریا ستاروں پر بھی ہوگا تو فارس کا آدمی یا فارس کے کچھ آدمی اسے ضرور پالیں گے۔''

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ ابن حجر مکیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کو اس حدیث کا مصداق قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہ حدیث بھی تابعین کی فضیلت پر دال ہے۔

تابعین کرام ؒ کی علمی و ادبی خدمات

تابعین کرام کی مقدس جماعت علم و عمل میں اصحابِ رسول ﷺ کا عکس و پر تو تھی۔ انہوں نے جذبے و لگن کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی علمی اور اخلاقی وراثت کو مسلمانوں میں پھیلایا۔ قرآن، حدیث، فقہ، عربی ادب اور دیگر علوم میں ایسی بنیادی خدمت سرانجام دی کہ بعد میں انہی خدمات کے بل بوتے پر علوم و فنون کو وسعت ملی اور اسلامی تہذیب و تمدن کو فروغ ملا۔ عہدِ تابعینؒ میں عہدِ رسالت سے بُعد کی وجہ سے اطراف سے قرآن و حدیث کے مقابلے میں کچھ کدورتیں آگئی تھیں۔ اسی طرح سیاسی نظام میں بھی کچھ خرابیاں آگئی تھیں۔ تابعین کرامؒ کے لئے یہ ایک چیلنج تھا، چنانچہ انہوں نے اس گرد و غبار کو صاف کرنے کی پوری کوشش کی۔ قرآن و حدیث کے مقابلے میں گرد و غبار کو انہوں نے پوری طرح صاف کر دیا۔

قرآن و حدیث کے مقابلے میں تحریفات اور بے جا تاویلات کے واقع ہونے اور اس کی سرکوبی کے لئے عادل اہلِ علم کے کھڑے ہونے کے حوالے سے آپ ﷺ نے پیش گوئی دی تھی اور وہ تابعین کرامؒ کے حوالے سے درست ثابت ہوئی کہ انہوں نے ان باطل کوششوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دینی علوم کی حفاظت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چنانچہ سننِ بیہقیؒ میں روایت ہے:

قال رسول اللہ ﷺ ثم یرث هذ االعلم من کل خلف عدولہ ینفون عنه تأویل الجاہلین و انتحال المبطلین و تحریف الغالین۔ (۲۳)

"رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعد میں آنے والے لوگوں میں سے ذی عدل اہلِ علم اس علمی وراثت کی ذمہ داری لیں گے اور وہ اس سے جہلاء کی بے جا تاویلات، اہل باطل کی آمیزش اور سرکشوں کی تحریفات کو دور کریں گے۔"

اس حدیث پر خطیب بغدادیؒ تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ حدیث آنحضور ﷺ کی طرف سے اس بات پر شہادت ہے کہ تابعین کرامؒ امورِ دین کے ماہرین اور مسلمانوں کے امام ہیں کیونکہ انہوں نے اہلِ باطل کی تحریف و آمیزش اور جہلاء کی تاویل سے شریعت کو محفوظ کر دیا ہے۔ دینی امور میں ان کی طرف رجوع کرنا اور ان پر اعتماد کرنا واجب ہے۔ (۲۴)

البتہ سیاسی نظام کی بہتری کے لئے ان کی کوششیں مسلسل جاری رہیں اور ان کوششوں سے اگرچہ مکمل اصلاح نہ ہو سکی لیکن باطل نظام کے مقابلے میں اسلام کا مصفا سرچشمہ سامنے آگیا اور وقتاً فوقتاً اس کی برکات سامنے آتی رہیں اور اُمت ان سے فیضیاب ہوتی رہی۔ الغرض تابعین کرامؒ نے مذہبی علوم کی حفاظت کی اور ان کی اشاعت کو یقینی بنایا۔ انہوں نے نئے نئے علوم کی بنیاد رکھی جو بعد میں ترقی یافتہ تمدن کے لئے پہلی اینٹ ثابت ہوئے۔ چنانچہ اس دور میں اگر تابعین کرامؒ ان نئے علوم کا کشفِ نقاب نہ کرتے تو یقیناً آج کی تیز رفتار دنیا ابھی تک گھٹنوں کے بل چل رہی ہوتی۔ اس کے علاوہ تابعینؒ نے اسلامی سلطنت کی حدود کو شرق و غرب میں پھیلایا۔ چنانچہ

انہی حضرات کی کاوشوں کی بدولت آج دنیا کے کثیر ممالک اسلامی طور طریقوں سے وابستہ ہیں۔ بہر کیف آئندہ سطور میں تابعین کرامؒ کی چند بنیادی خدمات کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

قرآن و تفسیر کے حوالے سے تابعین کی خدمات

قرآن مجید کی جمع و تدوین کا کام عہدِ نبوی ﷺ اور عہدِ صحابہؓ میں مکمل ہو چکا تھا۔ معانی و تفسیر کے حوالے سے تو قرآن کے دروازے تا قیامت کھلے ہوئے ہیں۔ اس لیے اس میدان میں عہدِ تابعین میں کام کی گنجائش تھی۔ چنانچہ تابعین کرامؒ نے معانی و تفسیر کے حوالے سے ایسی اصولی اور اٹل خدمت سرانجام دی کہ اہلِ باطل کے لئے سرکشی کا موقع نہیں چھوڑا۔ اس طرح قرآن کے معنی و بیان کو محفوظ کر دیا۔

صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے قرآن لیا اور تابعین نے صحابہ کرامؓ سے قرآن مجید حاصل کیا اور اس کی تلاوت پر قائم رہے۔ اس کے محکمات پر عمل کیا۔ اس کے متشابہات پر ایمان لائے اور ان متشابہات کو اللہ کی طرف سے سمجھتے رہے اور انہوں نے کسی آیت میں بھی اختلاف نہیں کیا بلکہ ایسا کرنے والے اور متفقہ طریقہ تلاوت سے ہٹ کر تلاوت کرنے والے کو اجماعِ اُمت سے خارج سمجھا۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ کے علومِ قرآن اور قرآن کے فرائض، اس کی حدود، اوامر و نواہی اور ناسخ و منسوخ کو اُمت تک پہنچایا اور اس میں ذرا بھی خیانت نہیں کی۔

چنانچہ جب ہم طبقاتِ مفسرین کا مطالعہ کرتے ہیں تو تابعین کی ایک بہت بڑی تعداد اس علم سے وابستہ نظر آتی ہے بلکہ مفسرین تابعین کی تعداد مفسرین صحابہؓ سے زیادہ ہے کیونکہ ایسے صحابہ کرامؓ کی تعداد دس سے زیادہ نہیں جو علومِ تفسیر سے وابستہ تھے۔ جبکہ تابعین کی ایک کثیر تعداد ایسی ہے جس نے اپنی زندگی اس علم کے لئے وقف کر دی تھی اور جاتے جاتے علمِ تفسیر کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اُمت کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ تب سے اب تک لکھی جانے والی تفاسیر میں تابعین کی علمی کاوشوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ مفسرین تابعین کو تین طبقات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱) طبقہ اہلِ مکہ ۲) طبقہ اہلِ مدینہ ۳) طبقہ اہلِ عراق

ا۔ طبقہ اہلِ مکہ

اہلِ مکہ میں سے طبقہ مفسرین وہ ہے جنہوں نے ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے علمِ تفسیر حاصل کیا۔ یہی وہ طبقہ ہے جو علمِ تفسیر میں سرخیل ہے اور علمِ تفسیر کا بہت بڑا حصہ انہی حضرات سے مروی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

اعلم الناس بالتفسير اهل مكة لانهم اصحاب عبدالله بن عباس۔[۲۵]

طبقہ اہلِ مکہ میں درج ذیل تابعین شامل ہیں:

ا۔ مجاہد بن جبیرؒ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔ انہوں نے بڑی حزم و احتیاط سے اپنے شیخ سے علمِ

تفسیر حاصل کیا۔ وہ خود فرماتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن عباس پر تین بار قرآن پڑھا۔ میں ہر آیت پر ٹھہر جاتا اور ان سے پوچھتا کہ یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی اور کیسے نازل ہوئی؟ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

اذ جاء ک التفسیر عن مجاہد فحسبک بہ۔(۲۶) ''جب حضرت مجاہدؒ کی بیان کردہ تفسیر تمہارے سامنے آئے تو وہ کافی ہے۔''

۲۔ عطاء بن ابی رباحؒ: کو قرآن، حدیث، فقہ، جملہ مذہبی علوم میں پوری دستگاہ حاصل تھی۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

ما لقیت احداً افضل من عطاء بن ابی رباح۔(۲۷)

۳۔ عکرمہ مولی ابن عباسؓ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے غلام تھے۔ آپ نے مختلف علاقوں کا سفر کیا جس میں بلادِ مغرب بھی شامل ہے۔ آپ کے بارے میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

ما بقی احد اعلم بکتاب اللہ من عکرمہ۔(۲۸)

۴۔ طاوس بن کیسان الیمانیؒ: علومِ تفسیر کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ قوتِ حافظہ اور ذکاء خوب حاصل تھا۔ تقریباً ۵۰ صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی۔

۵۔ سعید بن جبیرؒ: ان کا اکابر تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ علمِ تفسیر کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کی۔ جو سنتے تھے وہ انہیں یاد ہو جاتا تھا۔ آپ کے بارے میں سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

خذ وا التفسیر عن اربعۃ، عن سعید بن جبیر و مجاہد و عکرمہ و الضحاک۔(۲۹)

۲۔ طبقہ اہلِ مدینہ

طبقہ اہلِ مدینہ میں جو علمِ تفسیر کے حوالے سے زیادہ مشہور ہوئے وہ تابعین درج ذیل ہیں:

ا۔ محمد بن کعب القرظی: علم کے لحاظ سے مدینہ کے بڑے علماء میں ان کا شمار تھا۔ علمِ تفسیر اور علمِ حدیث میں درک حاصل تھا۔ آپ کے بارے میں عون بن عبد اللہؒ کا بیان ہے:

ما رأیت احدا اعلم بتاویل القرآن منہ۔(۳۰) ''میں نے محمد بن کعب القرظیؒ سے تاویل قرآن کا بڑا عالم نہیں دیکھا۔''

۲۔ ابو العالیہ الریاحیؒ: اہلِ بصرہ کے تابعین میں سے ہیں۔ علمِ تفسیر اور فقہ کی وجہ سے مشہور تھے۔ انہوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کو خود قرآن سنایا اور دیگر صحابہؓ سے سنا۔

۳۔ زید بن اسلمؒ: اہلِ مدینہ کے فقہیہ اور محدث تھے۔ علمِ تفسیر میں کمال حاصل تھا۔ چنانچہ علمِ تفسیر کے حوالے سے ان کی کتاب بھی ہے، مسجد نبویؐ میں ان کا حلقہ درس ہوتا تھا۔ حضرت علی بن الحسینؓ اس میں شریک ہوتے تھے۔ ۱۳۶ ہجری میں وفات پائی۔

۳۔ طبقہ اہلِ عراق

طبقہ اہلِ عراق میں بھی بکثرت تابعین علمِ تفسیر کی وجہ سے مشہور تھے۔ وہ تابعین حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ حسن بصریؒ: علمی کمالات کے لحاظ سے سر خیل علماء اور اخلاقی و روحانی فضائل کے اعتبار سے سر تاجِ اولیاء تھے۔ ان کے والدین غلام تھے۔ حسن بصریؒ ایسے زمانے میں پیدا ہوئے کہ جب صحابہ کرامؓ کی بڑی تعداد موجود تھی۔ تقریباً ایک سو بیس صحابہ کرامؓ کو دیکھا۔ بصرہ کے بہت بڑے فصیح، عابد اور فقہیہ تھے۔

۲۔ مسروق بن اجدعؒ: کوفہ کے کبار تابعین میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے علومِ قرآن کو حاصل کیا۔ علمِ تفسیر کی وجہ سے مشہور تھے۔ شیخ بخاری علی بن مدینیؒ آپ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

ما أقدم علی مسروق من أصحاب عبد الله بن مسعود أحدا، صلی خلف أبي بکر، و لقی عمر و عثمان۔(۳۱)

۳۔ قتادہؒ: حضرت قتادہؒ بصرہ کے تابعین میں سے ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ، سعید بن المسیبؓ اور بہت سے صحابہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ علمِ تفسیر اور فقہ کے امام تھے۔

۴۔ عطاء الخراسانیؒ: غایت درجے کے زاہد اور متقی تھے۔ فقہ، حدیث اور تفسیر میں مشہور تھے۔ اشاعتِ علم کا بہت شوق تھا۔ جب کوئی نہ ملتا تو عام لوگوں کے پاس چلے جاتے اور ان تک علم پہنچاتے تھے۔

۵۔ مرۃ الھمزانیؒ: انہوں نے بکثرت صحابہؓ سے ملاقات کی۔ بہت متقی، پرہیز گار اور عبادت گزار تھے۔ علمِ تفسیر میں مہارت حاصل تھی۔

یہ وہ تابعین حضرات ہیں جنہوں نے صحابہ کرامؓ سے علوم و معارف حاصل کیے اور ان سے تبع تابعین اور ان کے بعد دیگر علماء اُمت نے ان سے حاصل کیے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے دین، اپنی کتاب، اپنی شریعت، اپنے علوم و معارف کو سینہ در سینہ اور نسل در نسل محفوظ رکھا ہے۔ بہر کیف ان مذکورہ بالا مفسرینِ تابعین کے بارے میں علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

فهولاء قدماء ء المفسرین، و غالب اقوالهم تلقوها من الصحابة، ثم بعد هذه الطبقة ألّفت تفاسیر تجمع أقوال الصحابة و التابعین، کتفسیر (سفیان بن عیینة) و (وکیع بن الجراح) و (شعبة بن الحجاج) و (یزید بن هارون) و آخرین، ثم جاء بعدهم (ابن جریر الطبری) و کتابه أجل التفاسیر و أعظمها۔(۳۲)

"یہ اولین مفسرین کی جماعت ہے۔ ان حضرات نے علومِ تفسیر کا غالب حصہ صحابہ کرامؓ سے حاصل کیا۔ اس طبقے کے بعد صحابہ و تابعین کے علمی اقوال و تفسیری نکات پر مشتمل کتب تفاسیر تالیف کی گئیں وغیرہ۔ پھر ان کے بعد ابن جریر طبریؒ آئے اور ان کی کتابِ تفسیر تمام تفاسیر میں نمایاں مقام کی حامل ہے۔"

علمِ حدیث کے حوالے سے تابعینؒ کی خدمات

جس طرح علمِ تفسیر کے حوالے سے تابعینؒ کی خدمات مسلم ہیں اسی طرح علم حدیث کے حوالے سے بھی ان حضرات کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان حضرات نے صحابہ کرامؓ کی روشِ حیات کو اپنایا اور علوم دینیہ کی خدمت کو اپنی زندگی کا اولین وظیفہ قرار دیا۔ چنانچہ تابعین کرامؒ نے آنحضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے حالات و واقعات اور احکام و قضایا کی تعلیم و تبلیغ کا بڑا بلیغ اہتمام کیا۔ صحابہ

کرامؓ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے ان تمام روایات، واقعات اور حالات کو پوچھ پوچھ کر ایک ایک کے دروازے پر جا جا کر، مختلف علاقوں کے سفر کر کے اور بوڑھے، جوان، مرد اور عورت سے تحقیق کر کے حدیث و سنت کے ذخیرے کی حفاظت کی۔ محمد بن شہابؒ، زہریؒ، ہشام بن عروہؒ، قیس بن ابی حازمؒ، عطا بن ابی رباحؒ، سعید بن جبیرؒ وغیرہ ہزاروں تابعین ایسے ہیں جنہوں نے اپنی تمام تر ممکنہ کوششوں سے دن رات ایک کر کے گوشے گوشے سے حدیث و سنت کا ایک ایک دانہ جمع کیا۔ انہی انتھک کوششوں کے نتیجے میں آج پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ محفوظ ہے اور انسانیت کے لئے باعثِ رحمت و رہنمائی ہے۔

تابعین کرامؒ کا علمِ حدیث سے شغف کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا۔ مختلف علاقوں میں صحابہ کرامؓ سے حالاتِ نبویؐ معلوم کرنے کے حوالے سے تابعینؒ کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ جسے جہاں موقع میسر تھا وہیں سے جامِ علم نوش کر لیتا اور اگر کسی دوسرے علاقے میں کسی نئی بات، کسی نئی حدیث اور کسی نئے واقعے کے بارے میں خبر ہوتی تو وہاں کے لئے رختِ سفر باندھ لیتا۔

تراجم اور رجال کی کتابوں میں اس طرح کے سینکڑوں واقعات ملتے ہیں جن سے تابعین کرامؒ کے علم حدیث سے شغف اور ان کے علمی اسفار کی بابت معلوم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ محدث نیشاپوریؒ نے ''معرفۃ علوم الحدیث'' میں ان تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے نام گنوائے ہیں جنہوں نے علمی سفر کیے۔ چند واقعات بطور نمونہ و مثال ذیل میں بیان کیے جائیں گے۔ ہشیم تابعیؒ فرماتے ہیں:

کنت اکون بأحد المصرین فیبلغنی أن بالمصر الآخر حدیثافأرحل فیه حتی اسمعه و أرجع۔[۳۳]

''اگر میں کسی شہر میں ہوتا اور مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ کسی دوسرے شہر میں حدیث ہے تو میں سفر کر کے وہاں چلا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس کا سماع کرتا اور واپس لوٹتا۔''

سعید بن المسیبؒ جو کہ جامع العلوم ہیں، کبار تابعینؒ میں سے ہیں۔ انہیں طلب حدیث کا بہت زیادہ شغف تھا۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں:

ان کنت لأسیر الأیام و اللیالی فی طلب الحدیث الواحد۔[۳۴]

''میں صرف ایک حدیث کی تلاش میں کئی دن اور کئی راتیں سفر کرتا تھا۔''

تابعین کرامؒ کا طلب حدیث کے حوالے سے یہ عالم تھا کہ ہر شہر میں ہزاروں طالبینِ حدیث کا ہجوم تھا۔ چنانچہ محمد بن سیرین جو کہ جلیل القدر تابعی ہیں، فرماتے ہیں:

قدمت الکوفه و بها اربعة الاف یطلبون الحدیث۔[۳۵] ''میں کوفہ آیا تو وہاں علمِ حدیث کے ہزارہا طالبِ علم موجود تھے۔''

عبید اللہ بن عدیؒ جو کہ کبار تابعین میں سے ہیں، وہ طلبِ حدیث کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال بلغنی حدیث ثم علیؓ فخفت ان مات أن لا أجده ثم غیره فرحلت حتی قدمت علیه العراق۔[۳۶]

''مجھے ایک حدیث کے متعلق معلوم ہوا کہ اس کو حضرت علیؓ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں: دل میں خدشہ آیا کہ کہیں خدانخواستہ ان کا انتقال ہو گیا تو پھر براہِ راست ان سے وہ حدیث نہ سن سکوں گا۔ بس فوراً ہی سفر شروع کیا اور ان کی خدمت میں عراق پہنچ کر دم لیا۔''

جب فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا اور اہلِ باطل نے سچ اور جھوٹ کو ایک دوسرے سے ملانا شروع کر دیا تو تابعین کرامؒ نے بھی اخذ حدیث میں احتیاط شروع کر دی اور تحقیق کی روش اختیار کر لی تا کہ کذب علی النبیؐ کے فتنے کا پوری طرح سد باب ہو جائے۔

چنانچہ محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں:

ان هذا العلم دين، فانظر و ا عمن تاخذون دينكم۔ (۳۷)

''یہ علمِ حدیث دین ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کے بارے میں خوب غور کر لیا کرو جن سے تم دین لے رہے ہو۔''

چنانچہ اولاً صحابہ کرامؓ اور ثانیاً تابعین عظامؒ کی انہی کوششوں کی بدولت حدیث و سنت اہلِ باطل کی آمیزش سے محفوظ رہے اور آج تک محفوظ ہیں۔ صحابہؓ و تابعینؒ اور کے ائمہ حدیث نے حفاظتِ حدیث سے تدوینِ حدیث تک جو خدمات سر انجام دی ہیں انہیں دیکھ کر زمانہ حیران ہے۔

عرب سے باہر عجم میں اسلام کی اشاعت کی وجہ سے نئے مسائل اور نئے حالات سامنے آ رہے تھے۔ اس وقت اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ حدیث و سنت کا سرمایہ جو کہ صحابہؓ و تابعینؒ سے چلا آ رہا تھا مدون کر لیا جائے اور منتشر ذخیرۂ علم کو یکجا محفوظ کر لیا جائے۔ ادھر صحابہ کرامؓ بھی دارِ فانی سے رخصت ہو رہے تھے اور فتنے بھی سر اٹھا رہے تھے، چنانچہ تدوینِ حدیث کی ضرورت شدید ہو گئی۔ عظیم تابعی خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیزؒ ۹۹ھ میں منصبِ خلافت پر فائز ہوئے تو سب سے پہلے انہوں نے تدوینِ حدیث کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ انہوں نے تدوینِ حدیث کا ارادہ کر لیا۔ اس حوالے سے سب سے پہلے انہوں نے قاضی مدینہ ابو بکر ابن حزمؒ کو تدوینِ حدیث کی طرف متوجہ کیا۔ صحیح بخاری میں ہے:

كتب عمر بن عبد العزيز الى أبى بكر بن حزم انظر ما كان من حديث رسول الله ﷺ فاكتبه فانى خفت دروس العلم و ذهاب العلماء۔ (۳۸)

''حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے ابو بکر ابن حزمؒ کو لکھا کہ تمہیں آنحضور ﷺ کی جو احادیث ملیں انہیں تحریری شکل میں لے آؤ، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ علم مٹ جائے گا اور علماء رخصت ہو جائیں گے۔''

اس کے علاوہ خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ نے عمالِ سلطنت اور مشاہیر علماء کو بالخصوص اس طرف توجہ دلائی اور عمومی فرمان جاری کیا۔ ابن حجر روایت کرتے ہیں:

كتب عمر بن عبد العزيز الى الآفاق انظروا حديث رسول الله ﷺ فاجمعوه واحفظوه فانى خفت دروس العلم و ذهاب العلماء۔ (۳۹)

''حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اطرافِ مملکت میں یہ لکھ بھیجا کہ آنحضور ﷺ کی احادیث ڈھونڈ کر جمع کرو اور محفوظ کرو کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور علماء کے رخصت ہونے کا اندیشہ ہے۔''

اس کے علاوہ امام محمد بن شہاب زہریؒ تابعی کو بھی اس خدمت پر مامور کیا۔ وہ خود فرماتے ہیں:

امرنا عمر بن عبد العزيز بجمع السنن فكتبنا ها دفترا دفترا فبعث الى كل ارض له عليها سلطان دفترا۔[40]

"ہمیں عمر بن عبد العزیزؒ نے سنن کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے دفتر کے دفتر لکھ ڈالے اور پھر انہوں نے ہر اس زمین پر جہاں ان کی حکومت تھی، ایک دفتر بھیج دیا۔"

ان مذکورہ بالا روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ تدوین حدیث کا مستقلاً آغاز عہدِ تابعینؒ میں ہوا۔ اگرچہ بعد کے ادوار میں اس کی تکمیل ہوتی رہی۔ صاحب تدریب الراویؒ فرماتے ہیں:

واما ابتداء تدوين الحديث فانه وقع على رأس الماءة فى خلافة عمر بن عبد العزيز بأمره۔[41]

"تدوین حدیث کا آغاز پہلی صدی کے اختتام پر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی خلافت میں ان کے حکم سے ہوا۔"

چنانچہ یہ بات تو واضح طور پر معلوم ہے کہ تدوین حدیث کی ابتداء عہدِ تابعینؒ میں ہوئی مگر اس بات میں علماء کے درمیان اختلافِ رائے ہے کہ اول مدون کون ہے؟ بعض حضرات کے نزدیک ابو بکر بن حزمؒ اول مدون ہیں جبکہ بعض حضرات نے امام ابن شہاب زہریؒ کو پہلا مدون قرار دیا ہے۔

علم فقہ اور تابعین کرامؒ

جس طرح تابعین کرامؒ نے صحابہ کرامؓ سے قرآن و حدیث کے علوم حاصل کیے اسی طرح علم فقہ بھی ان سے حاصل کیا۔ اکثر صحابہ کرامؓ جو آپؐ کے ساتھ صحبت و ملازمت اختیار کرتے تھے وہ فہیم اور صاحبِ فراست ہوتے تھے۔ انہوں نے نزولِ قرآن کا مشاہدہ کیا، اس کے منصوص و مفہوم کو سمجھا اور آپؐ کے اقوال و افعال کا بار بار مطالعہ کیا۔ اس طرح انہوں نے دین کا فہم اور شریعت کے اسرار کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لیا۔

پھر عہدِ تابعین میں بھی صحابہ کرامؓ جو مختلف اطرافِ مملکت میں اشاعتِ علم کی غرض سے پھیل گئے تھے، ان کے آس پاس بھی فہیم اور صاحبِ فراست لوگ اکتسابِ علم کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ یہ تابعین حضرات نہ صرف قرآن و حدیث کے ظاہری الفاظ اخذ کرتے تھے بلکہ ان کے معانی کا بھی درک حاصل کرتے تھے۔ اور نئے پیش آمدہ مسائل کو اس کی روشنی میں حل کرتے تھے۔ اس طرح علمِ فقہ ترقی کرنے لگا۔ عہدِ صحابہؓ میں صحابہؓ لوگوں کے دینی مسائل حل کرتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے، پھر عہدِ تابعین میں انہی اصحابِ رسولؐ کے تابعینؒ فتویٰ دینے لگے۔ اور انہی کی کاوشوں سے علمِ فقہ پھیلا۔ ابو عبداللہ محمد بن ابی بکرؒ "اعلام الموقعین" میں فرماتے ہیں:

الفقه والعلم انتشر فى الأمة عن أصحاب ابن مسعود و أصحاب زيد بن ثابت و أصحاب عبدالله بن عمر و أصحاب عبدالله بن عباس فعلم الناس عامته عن أصحاب هؤلاء الأربعة۔[42]

"فقہ اور علم و ادب اُمت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے شاگردوں کے ذریعے پھیلا اور بقیہ اُمت نے انہی چار صحابہ کرامؓ کے اصحاب سے علم حاصل کیا۔"

جب تک صحابہ کرامؓ تھے وہ فتویٰ دیتے تھے۔ پھر ان کے بعد حضراتِ تابعینؒ نے اس مسند کو سنبھال لیا۔ اس طرح ہر شہر میں

تابعینؒ کی ایک جماعت ہوتی تھی جو دینی مسائل کا حل بتاتی تھی۔ "اعلام الموقعین" میں مختلف شہروں میں موجود اہلِ فتویٰ تابعینؒ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ذیل میں ان حضرات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ا۔ مکہ کے صاحب فتویٰ تابعینؒ

عطا بن ابی رباحؒ، طاؤس بن کیسانؒ، مجاہد بن جبیرؒ، عبید بن عمیرؒ، عمرو بن دینارؒ، عبد اللہ بن ابی ملیکہؒ، عبد الرحمن ابن سابطؒ اور عکرمہؒ۔ (۴۳)

۲۔ مدینہ کے صاحبِ فتویٰ تابعینؒ

ابن المسیبؒ، عروہ بن الزبیرؒ، قاسم ابن محمدؒ، خارجہ بن زیدؒ، ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشامؒ، سلیمان ابن یسارؒ اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعودؒ۔ (۴۴)

۳۔ کوفہ کے صاحبِ فتویٰ تابعینؒ

علقمہ بن قیس النخعیؒ، اسود بن یزید النخعیؒ۔ عمرو بن شرجیل الھمدانیؒ، مسروق بن الاجدع الھمدانیؒ، عبیدۃ السلمانیؒ، شریح بن القاضیؒ، یزید النخعیؒ، عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود القاضیؒ، خیثمہ بن عبد الرحمنؒ، سلمہ بن صھیبؒ، مالک بن عامرؒ، عبد اللہ بن سخبرہؒ، زر بن حبیش، خلاس بن عمروؒ، عمرو بن میمون الاودیؒ، ہمام بن الحارثؒ، الحارث بن سویدؒ، یزید بن معاویۃ النخعیؒ، ربیع بن خیثمؒ، عتبہ بن فرقد، صلۃ ابن زفرؒ، شریک بن حنبلؒ، ابو وائلؒ، شفیق بن سلمہؒ، عبید بن نضلہؒ۔ (۴۵)

اس کے علاوہ امام ابو حنیفہؒ تابعی بھی کوفہ کے مفتی حضرات میں سے تھے جو لوگوں کو ان کے مسائل کا دینی حل بتاتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کے علم فقہ کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

۴۔ بصرہ کے صاحبِ فتویٰ تابعینؒ

بصرہ میں اصحابِ رسولؐ کے بہت سے شاگرد مسندِ افتاء پر فائز تھے اور لوگ ان سے علمی فیوض حاصل کر رہے تھے۔ ان حضرات کے نام درج ذیل ہیں:

عمرو بن سلمہ الجرمیؒ، ابو مریم الحنفیؒ، کعب ابن سودؒ، حسن بصریؒ، ابو الشعثاءؒ، جابر ابن زیدؒ، محمد بن سیرینؒ، ابو قلابہؒ، عبد اللہ بن زید الجرمیؒ، مسلم بن یسارؒ، ابو العالیہؒ، حمید بن عبد الرحمنؒ، مطرف بن عبد اللہ الشخیرؒ، زرارہ بن ابی اوفیؒ، اور ابو بردہ بن ابی موسیٰؒ۔ (۴۶)

۵۔ شام کے صاحبِ فتویٰ تابعینؒ

شام میں بھی تابعینؒ کی ایک ایسی جماعت موجود تھی جو افتاء کے مقام پر فائز تھی اور علمِ فقہ کی نشر و اشاعت میں مصروف تھی۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

ابو ادریس الخولانیؒ، شرحبیل بن السمطؒ، عبد اللہ بن ابی زکریا الخزاعیؒ، قبیصہ بن ذویب الخزاعیؒ، حبان بن امیہؒ، سلیمان بن

حبیب المحاربیؒ، حارث بن عمیر الزبیدیؒ، خالد بن معدانؒ، عبد الرحمن بن غنم الاشعریؒ، جبیر بن نفیرؒ، عبد الرحمن بن جبیر بن نفیرؒ، مکحولؒ، عمر بن عبد العزیزؒ، رجاء بن حیوہؒ، عبد الملک بن مروانؒ اور حدیر بن کریبؒ۔(۴۷)

۶۔ مصر کے صاحبِ فتویٰ تابعینؒ

مصر میں مسند افتاء پر فائز تابعینؒ کے نام درج ذیل ہیں:

یزید بن ابی حبیبؒ، بکیر بن عبد اللہ بن عثمانؒ، عمرو بن الحرثؒ، لیث بن سعدؒ اور عبید اللہ بن ابی جعفرؒ۔(۴۸)

غرض وہ برکتیں جن کا عہدِ صحابہؓ میں آغاز ہوا تھا تابعین کرامؒ نے نہ صرف ان کی آبیاری کی بلکہ انہیں تکمیل تک پہنچایا اور جو پوری ہو چکی تھیں ان کی حفاظت کا یقینی بندوبست کر دیا۔ آج انہی حضرات کے دم سے اسلام کی روح زندہ ہے اور انہی کی کوششوں سے علوم و فنون کی عمارت قائم ہے اور انہی کی کاوشوں سے اطرافِ عالم سے اسلام کی خوشبو آ رہی ہے۔

حوالہ جات

(۱) محمد بن ابراہیم، منہل الراوی، دمشق، دار الفکر، ۱۴۰۶ھ، ص ۱۱۴، ج ۱

(۲) السیوطی، عبد الرحمان بن ابو بکر، تدریب الراوی، ریاض، مکتبہ الریاض الحدیثہ، ص ۲۳۴، ج ۲

(۳) الاسعدی، عبید اللہ، مولانا، علوم الحدیث، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ص ۲۳۷

(۴) الحاکم، محمد بن عبد اللہ، معرفۃ علوم الحدیث، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۷۷ء، ص ۴۲، ج ۱

(۵) محولہ بالا، ص ۴۴، ج ۱

(۶) محولہ بالا، ص ۴۵، ج ۱

(۷) السیوطی، عبد الرحمان بن ابو بکر، تدریب الراوی، ریاض، مکتبہ الریاض الحدیثہ، ص ۲۴۰، ج ۲

(۸) الحاکم، محمد بن عبد اللہ، معرفۃ علوم الحدیث، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۷۷ء، ص ۴۴، ج ۱

(۹) السیوطی، عبد الرحمان بن ابو بکر، تدریب الراوی، ریاض، مکتبہ الریاض الحدیثہ، ص ۲۴۱، ج ۲

(۱۰) محمد بن ابراہیم، منہل الراوی، دمشق، دار الفکر، ۱۴۰۶ھ، ص ۱۱۵، ج ۱

(۱۱) المزی، یوسف بن الزکی، تہذیب الکمال، بیروت، مؤسسہ الرسالہ، ۱۹۸۰ء، ص ۲۸۵، ج ۸

(۱۲) محولہ بالا، ص ۲۸۸، ج ۸

(۱۳) سخاوی، محمد بن عبد الرحمان، علامہ، فتح المغیث، قاہرہ، مبطعہ عاصمہ، ۱۳۸۸ھ، ص ۱۴۰، ج ۳

(۱۴) القرآن: ۶۲/۱۰۰

(۱۵) القرآن: ۹/۳،۲

(۱۶) ابو الحسین، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ص ۱۹۶۳، ج ۴

(۱۷) التبریزی، محمد بن عبد اللہ الخطیب، مشکوٰۃ، کراچی قدیمی کتب خانہ، ۱۳۶۸ھ، باب مناقب صحابہؓ، ص ۵۵۴

(۱۸) الہیثمی، علی بن ابو بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۶۷ء، ص ۱۰، ج ۲۰

(۱۹) الحاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء، ص ۹۵، ج ۴

(۲۰) محولہ بالا

(۲۱) ابو الحسین، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ص ۱۹۶۸، ج ۴

(۲۲) محولہ بالا، ص ۱۹۷۱، ج ۴

(۲۳) البیہقی، احمد بن حسین، سنن البیہقی الکبریٰ، مکہ المکرمہ، مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ، ص ۲۰۹، ج ۱۰

(۲۴) القرطبیؒ، محمد بن احمد بن ابی بکر، تفسیر القرطبیؒ، قاہرہ، دار الشعب، ۱۳۷۲ھ، ص ۳۶، ج ۱

(۲۵) الصابونی، محمد علی، التبیان فی علوم القرآن، بیروت، موسسہ مناھل العرفان، ۱۴۰۰ھ، ص ۴۳

(۲۶) محولہ بالا، ص ۷۴

(۲۷) محولہ بالا، ص ۷۵

(۲۸) محولہ بالا، ص ۷۵

(۲۹) محولہ بالا، ص ۷۶

(۳۰) عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، تہذیب التہذیب، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۴ھ، ص ۳۷۳، ج ۹

(۳۱) الصابونی، محمد علی، التبیان فی علوم القرآن، بیروت، موسسہ مناھل العرفان، ۱۴۰۰ھ، ص ۸۱

(۳۲) محولہ بالا، ص ۸۲

(۳۳) ابو بکر، احمد بن علی، الرحلۃ فی طلب الحدیث، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۵ھ، ص ۱۵۵، ج ۱

(۳۴) محولہ بالا، ص ۱۲۷، ج ۱

(۳۵) السیوطی، عبدالرحمان بن ابو بکر، طبقات الحفاظ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ، ص ۲۸، ج ۱

(۳۶) عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ، ص ۱۷۵، ج ۱

(۳۷) ابو الحسین، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ص ۱۴، ج ۱

(۳۸) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۹۸۷ء، ص ۴۹، ج ۱

(۳۹) عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، تغلیق التعلیق، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ، ص ۸۹، ج ۲

(۴۰) ابن عبد البر، یوسف بن عبداللہ، جامع بیان العلم، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء، باب ذکر الرخصۃ فی کتابۃ العلم، ص ۴۰

(۴۱) السیوطی، عبدالرحمان بن ابو بکر، تدریب الراوی، ریاض، مکتبہ الریاض الحدیثۃ، ص ۹۰، ج ۱

(۴۲) ابو عبداللہ، محمد بن ابو بکر، اعلام الموقعین، بیروت، دار الجبل، ۱۹۷۳ء، ص ۲۱، ج ۱

(۴۳) محولہ بالا، ص ۲۴، ج ۱ (۴۴) محولہ بالا، ص ۲۳، ج ۱

(۴۵) محولہ بالا، ص ۲۵، ج ۱ (۴۶) محولہ بالا، ص ۲۴، ج ۱

(۴۷) محولہ بالا، ص ۲۶، ج ۱ (۴۸) محولہ بالا، ص ۲۷، ج ۱